ماہ ذی الحجہ کے چند ضروری مسائل

(از مدیر)

عربی مہینوں کے حساب سے آنیوالا مہینہ "ذی الحجہ" کا ہوگا۔ جس کو عام طور سے بقرا عید کا مہینہ کہتے ہیں۔ اس ماہ (ذی الحجہ) کی پہلی تاریخ سے لیکر تیرہ تاریخ تک مسلمانوں کو چند خاص باتوں پر عمل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مختصر طور پر ان باتوں کو آپ کے سامنے پیش کر دوں تاکہ آپ اپنی غفلتوں کی وجہ سے ان فضیلتوں اور رحمتوں سے محروم نہ رہ جائیں جو ان ایام کے متعلق فرمائی گئی ہیں۔

چاند دیکھکر جب ماہ ذی الحجہ کا چاند نظر آجائے تو اسکے بعد سے قربانی کرنے تک ہر اس شخص (مرد ہو یا عورت) کے لئے جو قربانی کرنا چاہتا ہو ناخن ترشوانا یا بدن کے کسی حصہ کا بال کٹوانا ممنوع اور ناجائز ہے۔ دسویں تاریخ کو عید الضحیٰ کی نماز کے بعد جب قربانی کا جانور ذبح کرلے تو اس کے بعد کٹوائے۔ ہاں جو شخص وسعت نہ ہونے کی وجہ سے قربانی نہیں کرنا چاہتا اس کے لئے ان چیزوں کا کٹوانا ناجائز تو نہیں ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ وہ بھی نہ کٹوائے اور دسویں تاریخ کو نماز عید کے بعد اپنے ناخن ترشوالے اور سر، لب کے بال کٹوالے اور زیر ناف کے بال لے لے تو اس کو پوری قربانی کا ثواب اللہ تعالیٰ عنایت فرمائیگا۔

تکبیرات اور روزوں کی کثرت ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے تیرہویں تاریخ تک کثرت سے ان کلمات کو کہنا چاہیے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ نمازوں کے علاوہ خواہ وہ فرضی ہوں یا نفلی، راستوں میں اِدھر اُدھر چلتے پھرتے بھی ان کلمات کو زبان پر جاری رکھنا چاہیے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب عشرہ ذی الحجہ میں بازار جاتے تو تکبیریں پکارتے جاتے تھے یہانتک کہ ان کی تکبیریں سنکر دوسرے لوگ بھی ان کے ساتھ شریک ہوجاتے تھے۔

پہلی تاریخ سے نویں تاریخ تک دن میں روزہ رکھنا اور رات کو نفلی نمازیں پڑھنا بھی بہت بڑے ثواب کا کام ہے حدیث میں ہے کہ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِنْهَا بِصِیَامِ سَنَةٍ وَقِیَامُ کُلِّ لَیْلَةٍ مِنْهَا بِقِیَامِ لَیْلَةِ الْقَدْرِ (ترمذی ابن ماجہ، بیہقی) یعنی ذی الحجہ کے ابتدائی نو دنوں میں روزہ رکھنا ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ان کی راتوں میں نماز پڑھنا شب قدر میں نماز پڑھنے کے برابر ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں کا روزہ کبھی نہیں چھوڑتے تھے (احمد نسائی) ہاں کبھی کسی خاص وجہ سے چھوڑ بھی دیا ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے صحیح مسلم میں مروی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ خیال کرتے تھے کہ ذی الحجہ کا ہر دن ثواب اور

فضیلت کے اعتبار سے دوسرے ہزار دنوں کے برابر ہے (ترغیب وترہیب)

نویں تاریخ کا روزہ

ذی الحجہ کے ابتدائی نو دنوں میں روزوں اور دیگر عبادات کی ترغیب کے علاوہ خاص نویں تاریخ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں سال گذشتہ اور سال آئندہ یعنی دو سال کے گناہ معاف فرماتا ہے (مسلم) ہاں جو شخص حج کے لئے گیا ہوا ہو اور اس تاریخ کو عرفات میں موجود ہو اس کے لئے اس دن روزہ رکھنا منع ہے۔

نویں تاریخ کا غسل

اپنی طرف میں نے دیکھا ہے کہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو لوگ غسل کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ یعنی حتی الامکان اس دن کا غسل نہیں چھوڑتے بلکہ ضروری سمجھتے ہیں۔ اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ انسان کے بدن میں کسی جگہ ایک بال ہے جس کو "چنڈال بال" کہتے ہیں وہ سال بھر میں کبھی نہیں بھیگتا۔ صرف آج کے غسل سے وہ بھیگتا ہے۔ لیکن یہ سراسر جہالت کی بات ہے اور بالکل بے اصل اور لغو داستان ہے۔ جہاں جہاں یہ خیال پایا جاتا ہو وہاں کے سمجھدار لوگوں کو چاہیئے کہ لوگوں کو اس غلطی پر تنبہ کریں اور بتائیں کہ یہ محض ایک شیطانی وسوسہ ہے، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ عورتوں میں یہ عقیدہ زیادہ پھیلا ہوا ہے اس لئے ان کو خصوصیت کے ساتھ اس جہالت سے باز رکھنے کی کوشش کی جائے۔

دسویں تاریخ

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہی "عید قرباں" یا "عید الضحیٰ" کا دن ہے۔ اس دن صبح سے کچھ کھانا پینا نہیں چاہیئے۔ بلکہ بغیر کچھ کھائے پیئے سویرے غسل کرکے اور اپنی وسعت کے مطابق اچھے لباس پہنکر بلند آواز سے مذکورہ بالا تکبیروں کے الفاظ پڑھتا ہوا عیدگاہ کی طرف جائے۔ وہاں پہنچکر بھی برابر تکبیر پکارتے رہنا چاہیئے۔ پھر سنت کے مطابق دو رکعت نماز ادا کرے (جس کی ترکیب اکتوبر کے محدث میں شائع ہو چکی ہے) گھر واپس آئے۔ جس راستہ سے عیدگاہ گئے تھے واپس آتے ہوئے وہ راستہ بدل دیا جائے۔ واپسی میں بھی تکبیروں کا سلسلہ جاری رہنا چاہیئے۔ اگر ممکن ہو تو عیدگاہ ہی میں ورنہ گھر پہنچکر قربانی کے جانور ذبح کرے اور اسی قربانی کے گوشت سے کھانا پینا شروع کرے۔ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو قربانی کرنے سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی دوسری عبادت نہیں ہے۔ قربانی کے جانور کے ایک ایک بال اور اس کے خون کے ایک ایک قطرہ کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں نیکی ملیگی۔ قربانی کے جانور کے سینگ، کھر، اور بال سب حضور الٰہی میں پیش ہو کر اجر عظیم کا باعث ہوں گے۔

قربانی کا جانور

جس جانور کی قربانی کرنے کا ارادہ ہو اس کے متعلق چند باتوں کا خیال کر لینا چاہیئے۔

(۱) ایسا جانور جس کے دودھ کے دانت ٹوٹکر سامنے کے دو دانت نہ نکل آئے ہوں اس کی قربانی جائز نہیں یعنی قربانی کے لئے دانتا ہوا جانور شرط ہے۔ اونٹ کی قربانی جائز نہیں چاہے وہ ایک سال کا ہو یا دو سال کا یا کچھ کم وبیش۔ ہاں بھیڑ (نر یا مادہ) بغیر دانتی ہوئی بھی جو سال بھر یا کچھ کم وبیش کی ہو تو جائز ہے، بکری، بکرا یا گائے وغیرہ بغیر دانتا جائز نہیں

(۲) قربانی کے جانور کا نہ سینگ ٹوٹا ہوا ہو، نہ ایسا کانا جس کی آنکھ کا عیب صاف ظاہر ہو، نہ ایسا لنگڑا کہ چلنے سے اس کا لنگڑا پن معلوم ہوتا ہو۔ نہ ایسا جس کا کان آگے یا پیچھے سے کاٹا ہوا ہو، یا اس کے کان میں گول سوراخ ہو یا اتنا دبلا کہ اس میں مغز نہ ہو اور کمزوری کی وجہ سے چلنا بھی دشوار ہو۔

(۳) اگر کوئی جانور قربانی کی نیت سے خرید لیا گیا ہو یا پالا گیا ہو اور اس کے بعد اس میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اس کے بدلہ میں دوسرا جانور ذبح کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسی کو ذبح کر دے۔ قربانی ادا ہو جائیگی۔

(۴) خصی کئے ہوئے جانور کی قربانی بھی درست ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے جانور کی قربانی کی ہے۔

قربانی کے جانور میں شرکت ایک اونٹ میں دس آدمی اور ایک گائے میں سات آدمی شریک ہو کر قربانی کر سکتے ہیں (ترمذی وغیرہ) اور ایک بکری پورے گھر بھر کی طرف سے کرنا جائز ہے خواہ گھر والوں کی تعداد کتنی ہی ہو۔ (ترمذی ابن ماجہ)

مردے کی طرف سے قربانی کرنا مردے کی طرف سے بھی قربانی کرنا جائز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ میری طرف سے قربانی کیا کرنا، چنانچہ آنحضورؐ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے ہمیشہ آپ کی اس وصیت پر عمل کیا اور برابر آپ کی طرف سے قربانی کرتے رہے۔

قربانی کی دعاء جانور کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹانے سے پہلے چھری خوب تیز کر لینی چاہئے۔ جب ذبح کرنے کا ارادہ ہو تو پہلے یہ دعا پڑھے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ (یہاں ان لوگوں کا نام لے لے جن کی طرف سے قربانی ہو رہی ہے تو بہتر ہے اور اگر صرف دل میں نیت کر لے تب بھی جائز ہے) اس کے بعد جانور کو اس کے بائیں پہلو پر لٹا کر اور اپنا دایاں پاؤں اس کے دائیں پہلو پر رکھ کر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر مضبوط ہاتھوں سے تیزی کے ساتھ جانور کے حلق پر چھری پھیر دے۔ اگر اس لمبی دعا کے بجائے صرف بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر بھی ذبح کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں

قربانی کا گوشت قربانی کا گوشت جہاں خود کھاتے ہو اپنے اہل و عیال اور عزیز و اقربا کو کھلاتے ہو وہاں ان غریبوں اور محتاجوں کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے جو بیچارے غربت اور تنگی کی وجہ سے قربانی نہیں کر سکے ہیں، یہ بات بڑے افسوس اور رنج کی ہے کہ مسلمانوں کی بستی میں آج بھی کوئی ایسا گھر رہ جائے جسے قربانی کا گوشت نصیب نہ ہو قربانی کے گوشت کے متعلق اس پابندی کا قرآن و حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اس کا تین حصہ کر کے ایک حصہ فقیروں محتاجوں کو دے۔ ایک حصہ اہل و عیال کو کھلائے اور ایک حصہ عزیز و اقربا کو دے بلکہ قربانی کرنے والے کو اختیار ہے کہ جتنا جی چاہے اپنی حاجت میں خرچ کرے اور جتنا جی چاہے فقیروں محتاجوں کو صدقہ کر دے یا عزیز و اقربا کو دے۔

(باقی مضمون اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)